سود

حرمت | خباثتیں | اشکالات

مؤلف

حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

سود

مرحوم ومغفور مؤسس انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش اور عمل کے عین مطابق، انجمن ہذا اپنی تمام تصنیفات، تالیفات اور خطابات (آڈیوز/ وڈیوز) کو طبع اور تیار کر کے چاہے قیمتاً یا مفت تقسیم کرنے کی مکمل اجازت دیتی ہے، اس ضمن میں ہمارا "محفوظ حقوق" کا کوئی تقاضا بھی نہیں۔ البتہ اجراء کنندہ ان تمام مواد کے نسخے/ نقل، اجراء سے قبل انجمن کو تحریری اطلاع کے ساتھ بھیجنے کا پابند ہوگا اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ یہ تبدیلی یعنی الفاظ، غلط اقتباس، سیاق وسباق سے الگ کر کے جملے کا حوالہ یا اس کا ایسا استعمال جس سے انجمن ہذا اور اس کے مولفین کی صحیح ترجمانی نہ ہوتی ہو اور اس سے ہماری عزت وشہرت پر حرف آئے، تو ہم اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں۔

نام کتاب	:	سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات
مؤلف	:	حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	:	مدیر مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی مرکزی دفتر: B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی فون: +92-21-34993436-7
ای میل	:	Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ	:	www.QuranAcademy.com
طبع 1 تا 18	:	44100
طبع (19)	:	ربیع الثانی 1443ھ نومبر 2021ء
تعداد	:	3100
قیمت	:	=/60 روپے

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:
Quran Academy Defence 021-35340022-4
Quran Academy Yaseenabad 021-36337361 - 36806561
Quran Academy Korangi 021-35074664
Quran Institute Gulistan-e-Johar 021-34030119
Hyderabad:
Quran Academy Qasimabad 022-2106187
Quran Institute latifabad 022-3860489
Sukkur:
Quran Markaz Sukkur 071-5807281
Quetta:
Quran Academy Quetta 081-2842969
Jhang:
Quran Academy Jhang 047-7630861 - 7630863
Faisalabad:
Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Lahore:
Quran Academy Lahore 042-35869501-3
Multan:
Quran Academy Multan 061-6510451 - 6520451
Islamabad:
Quran Academy Islamabad 051-2605725
Gujranwala:
Quran Markaz Gujranwala 055-3891695 - 0334-4600937
Peshawar:
Quran Markaz Peshawar 091-2584824 - 2019541
Malakand:
Quran Markaz Temargara 0945-601337
Azad Kashmir:
Quran Markaz Muzaffarabad 0982-2447221

انتساب

ان باہمت حضرات وخواتین کے نام

جو حکمِ قرآنی

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (حج:78)

پر عمل کرتے ہوئے اور اپنی بہترین صلاحیتیں لگاتے ہوئے

نظامِ باطل کے خاتمے اور دینِ حق کے غلبے کے لیے

مال وجان سے جہاد کر رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	5
2	عرض مؤلف	7
3	پاکستان میں انسدادِ سود- کاوشیں اور حکومتی کردار	9
4	ربٰوا کیا ہے؟	13
5	حرمتِ سود -- آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں	14
6	حرمتِ سود -- احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	17
7	سود کی خباثتیں	19
8	اعتراضات اور جوابات	29
9	لائحہ عمل	40
10	ضمیمہ	43

عرضِ ناشر

احمدہ و اصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

زیرِ نظر کتابچہ ’’سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات‘‘ حافظ انجینیر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ رفقاء و احباب جانتے ہیں کہ حرمت سود سے آگاہی کو عام کرنے اور پاکستان میں انسدادِ سود کے لیے بانیٔ تنظیم اسلامی حضرت ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ خصوصی کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

اس کتابچے کی اشاعت جدید کے موقعے پر اس سانحے کا تذکرہ بھی ہو جائے کہ گزشتہ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ کی ۲۹ ویں تاریخ کو واقع ہونے والے جمعۃ الوداع، دو خطبوں کے مابین مؤلفِ کتاب مختصر علالت کے بعد قضاء الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون!

مؤلف مرحوم تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دیتے ہوئے، ایک بھرپور تحریکی و علمی زندگی گزار کر ۵۴ سال کی عمر میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کتابچے اور دیگر علمی کام کو اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین۔

واقفانِ حال سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ تنظیم اسلامی نے اپنی دعوت کی بنیاد جن مجمع علیہ منکرات کے رد و انسداد پر رکھی ہے اُن میں سرفہرست ’’سود‘‘ جیسے اکبر الکبائر کو رکھا گیا

ہے۔ چناں چہ تنظیم اسلامی ۱۵ نومبر ۲۰۱۵ تا ۳ جنوری ۲۰۱۶ء انسداد سود کے لیے ایک ملک گیر مہم چلا رہی ہے۔ اسی ضرورت کے تحت اس کتابچے کی اشاعت جدید پیش نظر ہے۔

اس سے قبل یہ کتابچہ بتیس ہزار سے زیادہ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ نوٹ فرمالیں کہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے مملکت خداداد پاکستان میں انسداد سود کے معاملے پر پیش رفت کا جائزہ ۲۰۰۲ء تک درج فرمایا تھا۔ اشاعت ہٰذا کے موقع پر تفاصیل کی تجدید (Update) کی غرض سے ایک مضمون بعنوان "تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدو جہد کی روداد" از جناب حافظ عاطف وحید صاحب حفظہ اللہ ڈائریکٹر شعبۂ تحقیق اسلامی قرآن اکیڈمی لاہور بطور ضمیمہ شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

اہلِ علم حضرات کی جانب سے اغلاط کی نشان دہی اور بہتری کے لیے تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

والسلام
مدیر
شعبۂ مطبوعات
قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی

تاریخ: ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ
۲ نومبر ۲۰۱۵ء

عرضِ مؤلف

24 جون 2002ء کا دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔ اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے معاملے میں وفاقی شرعی عدالت کے 14 نومبر 1991ء کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے مسئلے پر تیس برس کی محنتوں کو بالکل زیرو کر دیا۔ حالاں کہ دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عقائد کے اعتبار سے بدترین گناہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ (بغیر توبہ کے) کبھی معاف نہیں فرمائے گا (النساء: آیات 48 اور 116) اور عمل کے اعتبار سے قبیح ترین گناہ سودی لین دین ہے، جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے (البقرہ: آیت 279)

سپریم کورٹ کا فیصلہ حکومتِ وقت کی خواہشات کے عین مطابق اور اس کی طرف سے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص دینی و مذہبی حلقوں کی طرف سے اس فیصلے کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا:

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کوئی احتجاج نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بحیثیتِ مجموعی ہماری دینی غیرت وحمیت بالکل مرچکی ہے۔ لہٰذا انتہائی ضروری ہے کہ:

(۱) - مسلمانانِ پاکستان کی غیرتِ دینی کو بیدار کیا جائے

(۲) - سود کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے

(۳) - سود کی خباثتوں اور تباہ کاریوں سے ان کو آگاہ کیا جائے

(۴) - سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے جنھوں نے بہت سے ذہنوں میں انتشار پیدا کر دیا ہے

یہ کتابچہ مندرجہ بالا مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔اس کتاب کی تیاری میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے شعبۂ تصنیف وتالیف نے حسبِ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے :

تفاسیر : (۱) بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

(۳) تفہیم القرآن از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) احسن البیان از مولانا صلاح الدین یوسف

کتب : (۱) سود کی متبادل اساس از شیخ محمود احمد مرحوم

(۲) مسئلۂ سود اور غیر سودی مالیات از محمد اکرم خان صاحب

(۳) پاکستان کی معیشت سے سود کے خاتمے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا خلاصہ از ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب

(۴) اسلامی بینکاری (انگریزی) از ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی صاحب

(۵) پاکستان میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار اور ان کا اثر ورسوخ (خطاب) از ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان معمولی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں وہ دن نصیب فرمائے جب اسلامی جمہوریۂ پاکستان واقعی اسلامی مملکت بن جائے۔آمین

نوید احمد
اکیڈمک ڈائریکٹر
انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

پاکستان میں انسدادِ سود کاوشیں اور حکومتی کردار

1969ء:

اسلامی مشاورتی کونسل نے ڈھاکا میں اپنے اجلاس منعقدہ دسمبر 1969ء میں اسٹیٹ بینک کے استفسار پر ملک میں رائج نظامِ بینکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں، سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈز، پوسٹل لائف انشورنس اسکیم وغیرہ کو سودی قرار دیا اور علماء و ماہرین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز دی، جو غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کر سکے۔

1973ء:

دستورِ پاکستان کی دفعہ 38 میں طے کیا گیا کہ ملک کی اقتصادیات کو سودی لین دین سے جلد از جلد پاک کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔ دستور میں واضح طور پر کہا گیا کہ 9 سال کے عرصے میں ملک کے پورے قانونی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔

1977ء:

29 ستمبر کو صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض کیا۔ کونسل نے نامور ماہرینِ اقتصادیات اور بینکاروں پر مشتمل ایک 15 رکنی پینل قائم کیا جس نے شب و روز محنت کر کے سفارشات مرتب کیں۔

1980ء:

25 جون 1980 کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے اس رپورٹ کو افادۂ عام کے لیے شائع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ صدیقی ٹرسٹ (المنظر

اپارٹمنٹس، ۴۵۸ گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی) نے شائع کیا۔

1981ء:

ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی لیکن یہ پابندی لگا دی گئی کہ دس سال تک ملک کے مالی معاملات عدالت کے دائرہ کار سے باہر رہیں گے۔

سود کے متبادل کے طور پر بینکوں میں مارک اپ اور *PLS* کھاتوں کے نام سے نظام قائم کیا گیا، جسے علماء کرام نے سود ہی کی ایک صورت قرار دیا۔

1988ء:

15 جون 1988ء کو صدر ضیاء الحق نے نفاذِ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا اور پروفیسر ڈاکٹر احسان رشید (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے ایک سال تک کام کیا مگر بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں اس آرڈیننس کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور یہ کمیشن بھی ختم ہو گیا۔

1991:

نواز شریف کے حکم سے ایک کمیٹی پروفیسر خورشید احمد کی سربراہی میں غیر ملکی قرضوں سے نجات اور خود انحصاری کے لیے قائم کی گئی، جس نے ایک قلیل عرصے میں خاصا کام کر کے اپنی رپورٹ 10 اپریل 1991ء کو پیش کی۔

11 مئی 1991ء کو نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لیے گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے خاصا کام کیا مگر پھر بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں اس کمیشن کا کام تعطل کا شکار ہو گیا۔

نواز شریف نے اپنے اس پہلے دورِ حکومت میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں ایک کمیٹی کو غیر سودی معیشت کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا۔ اس کمیٹی نے بھی اپنی مرتب کردہ سفارشات پیش کیں۔

14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمن کی سربراہی میں طویل سماعت کے بعد *Bank Interest* کو ربوا قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی تا کہ وہ ملکی

معیشت کو سود سے پاک کر دے ۔ عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت، وکلاء اور علماء پیش ہوئے۔

نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہو سکی لہٰذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔

1997ء:

میاں محمد نواز شریف نے اپنے والد محترم کے ہمراہ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قرآن اکیڈمی لاہور میں ملاقات کے دوران ان کے توجہ دلانے پر سود کے جلد خاتمے کا وعدہ کیا۔

23 فروری 1997ء کو وزیر اعظم نواز شریف نے ملک سے سود کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہو سکی۔

1999ء:

سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر 1999ء کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی اور حکومت کو خاتمۂ سود کے لیے 30 جون 2001ء تک کی مہلت دی۔ حکومت نے راز داری سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرکاری بینک UBL کے ذریعہ نظرِ ثانی کی اپیل دائر کر دی۔

2001ء:

جون میں حکومت نے UBL کے ذریعے سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمے کے لیے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی۔

2002ء:

مئی کے اوائل میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ اب

حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو Bank Interest کو ربوا نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقف پر حسبِ ذیل اخباری اشتہار کے ذریعہ اپنے ردِّعمل کا اظہار کیا:

''ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کر رہی ہیں، اور دوسری جانب ہماری حکومت اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے کے لیے نت نئی چالیں سوچ رہی ہے''!!!

2002ء تا 2012ء:☆

10 سال تک وفاقی شرعی عدالت میں اس اہم کیس کی سماعت کی نوبت نہیں آئی۔

2013ء:

تنظیم اسلامی نے وفاقی شرعی عدالت میں سود کو ختم کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔ یہ معاملہ ابھی تک وفاقی شرعی عدالت میں تاخیر کا شکار ہے۔

2015ء: سپریم کورٹ نے تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب حفظہ اللہ کی سود کے خاتمے کی آئینی درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ معاملہ وفاقی شرعی عدالت میں زیر سماعت ہے، فاضل جج نے یہ ریمارکس بھی دیے کہ جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں، ان کو اللہ پوچھے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!!!

☆ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے مملکت خداداد پاکستان میں انسداد سود کے حوالے سے پیش رفت کا جائزہ 2002ء تک درج فرمایا تھا۔ اب یعنی 2015ء میں اشاعت جدید کے موقع پر تفاصیل اور مزید پیش رفت کی تجدید (Update) کی غرض سے کتابچے کے اختتام پر ایک ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے، جو اصلاً حافظ عاطف وحید صاحب مدظلہ (ڈائریکٹر شعبۂ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور) کا تصنیف کردہ مضمون ہے، یہ مضمون ماہنامہ میثاق لاہور بابت محرم 1437ھ مطابق نومبر 2015ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ (ادارہ)

رِبوا کیا ہے؟

قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُؤُوْسُ اَمْوَالِکُمْ'' (سورۂ بقرہ آیت 279)

''اور اگر تم (سود سے) باز آجاؤ تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال (*Principal*)''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ وجہٌ مِنْ وُجُوہِ الرِّبَا''۔

(الجامع الصغیر بحوالہ معارف القرآن)

''قرض پر لیا گیا اضافہ رِبوا ہے''۔

اس آیتِ قرآنی اور ارشادِ نبوی کی روشنی میں فقہاء نے رِبوا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

''ھُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْہِ الْاَجَلُ وَزِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ''۔

(احکام القرآن۔ الجصاص رحمۃ اللہ علیہ، باب البیع)

''ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا''۔

حرمتِ سود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

1 - سورۃ الروم آیت:39 نزول: 6 نبوی

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

ترجمہ: ''تم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر تا کہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے''۔

2 - سورہ آلِ عمران آیت:130 نزول:3 ہجری

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مت کھاؤ سود، بڑھتا چڑھتا اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تا کہ تم کامیاب ہوسکو۔ بچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے''۔

3- سورۃ النساء آیات: 160 - 161 نزول:5 ہجری

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

ترجمہ: ''پس یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں جو پہلے ان پر
حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے بہت زیادہ اور
اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے حالاں کہ اُن کو اس سے منع کیا گیا تھا اور اس وجہ سے
کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان میں سے
کافروں کے لیے دردناک عذاب''۔

4 - سورۃ البقرہ آیات: 275 - 276 نزول: 9 ہجری

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ
الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط
وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O
يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ O

ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے (روزِ قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالاں کہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر سود لے گا، وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے اللہ خیرات کو اور اللہ پسند نہیں کرتا ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو''۔

5 - سورۃ البقرہ آیات: 278 تا 281 نزول: 9ہجری

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا''۔

حرمتِ سود

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

1- عَنْ جَابِرٍ ﷛، قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ (صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن آکل الربا و مؤ کله)

ترجمہ: ''حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپ ﷺ نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں''۔

2- عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا''۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِرْهَمُ رِبًا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلٰثِيْنَ زِنْيَةً (مسند احمد، مسند الأنصار، حدیث عبداللہ بن حنظلة)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن حنظلہ ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے''۔

4 - عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ ؟ قَالَ "اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و أکبرها)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے سات گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق کسی کو قتل کرنا اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور (اپنی جان بچانے کے لیے) جہاد میں لشکر اسلام کا ساتھ

چھوڑ کر بھاگ جانا اور اللہ کی پاک دامن بھولی بھالی بندیوں پر زنا کی تہمت لگانا''۔

5- عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَتَیتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُیُوْتِ فِیْهَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَآءِ اَكَلَةُ الرِّبٰوا (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں میں نے پوچھا جبرائیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سودخور لوگ ہیں''۔

6- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ نَبِیُّ اللهِ ﷺ رَأَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ رَجُلًا یَسْبَحُ فِیْ نَهْرٍ وَیُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَسَاَلْتُ مَا هٰذَا ! فَقِیْلَ لِیْ اٰكِلُ الرِّبٰوا (مسند احمد، مسند البصریین)

ترجمہ: ''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے دیکھا ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جارہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے! مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے''۔

7- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِیْرُ اِلٰی قَلٍّ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہوجائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے''۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا اٰكِلَ الرِّبٰوا فَاِنْ لَّمْ یَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ غُبَارِهٖ (سنن ابن ماجه کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہوگا، جو خود سود نہ کھاتا ہوگا تو اس کا غبار ضرور اس کے اندر پہنچے گا''۔

سود کی خباثتیں

جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوش حالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کا مفہوم سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

1- محنت کی ناقدری۔ سرمائے کی برتری:

دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کا تعلق صنعت وحرفت سے ہو یا زراعت وتجارت سے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافے کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہوجائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ یہ صورتِ حال عقل، منطق، اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

2- تہذیب وتمدن کا قتل:

سودی نظام کا عملی اطلاق (Application) دراصل انسانیت پر سرمائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرافت، ہمدردی، رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جارہی ہے اور لالچ، حرص، لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤثر اور توانا جذبے بنتے جارہے ہیں۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، وسائل یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خودکشی پر اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری، بھوک، افلاس سے کراہ رہا ہو یا بے روزگار

اپنی زندگی سے بے زار ہو' سود خور کی شقاوت و سنگ دلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

3- دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری:

سود خور محض مال دے کر بغیر کسی محنت و مشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک غالب حصے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مدت (Long Term Period) میں سود ادا کرنے کی نذر ہو جاتا ہے۔

4- خود غرضی و مفاد پرستی:

سود خور کو چوں کہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے' چناں چہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خود غرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری (Market Decline) کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا روپیہ کھینچ لیتا ہے اور قلتِ سرمایہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سود خور کی خود غرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی و قومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اس وقت کل بیرونی قرضہ 40 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے☆ اور چند پاکستانیوں کی بیرونِ ملک بینکوں میں جمع شدہ رقم 100 بلین ڈالر سے زائد ہے۔ مسلم ممالک پر کل بیرونی قرضہ اس وقت 700 بلین ڈالر ہے جبکہ مسلم ممالک کے امیر افراد کے 1000 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بینکوں میں رکھا ہوا ہے۔

5- سودی قرضہ۔ نقصان کا پیش خیمہ:

دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں خطرات (Risks) نہ ہوں' لیکن کسی کاروبار کے لیے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کاروباری خطرہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماً ایک مقررہ شرح پر سود ادا کرنا ہوتا ہے' خواہ کاروبار میں منافع ہو یا نہ ہو۔

6- ناجائز منافع خوری:

☆ یہ بات 14 سال پہلے کی ہے، اس وقت یعنی 2015 میں اس رقم میں کم از کم 20 بلین ڈالر کا اضافہ ہو چکا ہے۔ (ناشر)

سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات (Risks) اور ادائیگیوں (Payments) کے لیے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمائے سے کرتے ہیں، حد سے زائد منافع کمانے کا موقع میسر آجاتا ہے۔

7- مہنگائی میں اضافہ :

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کیلئے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لیے خام مال فراہم کرنے والے، اشیاء تیار کرنے والے، اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کر رہے ہوں تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر 1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ Structural Adjustment Programme کا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا اور نتیجۃً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

8- اشیاء کے کرائے میں اضافہ :

سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہوجاتا ہے خواہ وہ زمین، دکان، مشینری، کارخانہ یا ذرائع حمل ونقل ہوں، کیوں کہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکست وریخت (Wear&Tear) کے اخراجات (Depreciation) کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہوجاتی ہے۔

9- محنت کشوں کا استحصال :

منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینا بھی ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہوجاتے ہیں۔ نتیجۃً مزدوروں کو ان کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ ادا

نہیں کیا جاتا۔ مزدوروں میں کمی (Downsizing) اور تنخواہوں میں کمی Cut) Short) کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔

10- بے روزگاری میں اضافہ :

بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز (Keynes) نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیتِ کار (Productivity) کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بے روزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزومند ہوتے ہیں انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر ایک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ پھر چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

11- اشیاء کی طلب (***Demand***) میں کمی :

سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب (Demand) اور رسد (Supply) کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری(Market Decline) کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

12- بچتوں اور سرمایہ کاری (***Investment***) پر منفی اثرات:

سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہے۔ سود براہ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ لوگوں کی قوتِ خرید (Purchasing Power) کو متأثر کرتا ہے۔ جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چناں چہ پاکستان میں 1965ء میں شرحِ سود 5 فی صد اور بچتوں کی شرح 13 فی صد تھی۔ اس کے برعکس 1985ء

میں شرحِ سود 16 تا 17 فی صد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فی صد تھی۔ بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

13- سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر:

سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جاسکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر (Exploration) رک جاتی ہے۔

14- پیداوار کی تحدید:

منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ رہتا ہے۔اس خطرے کو ٹالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیاء کی پیداوار کو محدود کیا جائے۔اس مقصد کے لیے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے دیا جاتا، جس سے منافع کی بلند ترین سطح ممکن ہو سکے۔امریکا میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیداوار کو کم کرنے پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ چوں کہ اتنی بڑی رقم فاضل نہیں ہوتی، چناں چہ یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

15- سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا:

سرمایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔اس مقصد کے لیے Bank Reserve کا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔جس قدر Reserve زیادہ ہوگا، سرمائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہوگی۔ مزید یہ کہ بے روزگاری اور قیمتوں میں اضافے سے بچتوں پر منفی اثر ہوتا ہے جس سے سرمائے کی فراہمی ویسے ہی محدود ہو جاتی ہے۔

16- حکومت کے آمدنی سے زیادہ اخراجات :

سرمایہ دار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے حکومتوں کو باور کراتا ہے کہ کساد بازاری میں اضافہ (جو کہ سود کا ہی استحصالی مظہر ہے) حکومت کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔لہٰذا لوگوں کو روزگار مہیا کرنے اور ان کی قوتِ خرید بڑھانے کے لیے حکومت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہییں ۔دنیا کی بیشتر حکومتیں (بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں ۔اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لیے انہی سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لیے جاتے ہیں جن کا بوجھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

17- افراد، تعمیری اداروں اور ملکی آمدنی کے کثیر حصے پر سرمایہ داروں کا قبضہ :

حکومتوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے بعد سرمایہ دار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنالیتا ہے۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری اداروں کی آمدنی کے ایک کثیر حصے کا مالک بن جاتا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیر حصے پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے ۔اس طرح ہر سال کھربوں روپیہ قرض لیا جاتا ہے اور اربوں روپیہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

18- ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ:

حکومت وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اور لازمی سہولیات (Utilities) کی قیمتوں میں اضافہ کر کے وسائل کا

حصول نسبتاً آسان ہوتا ہے۔لہٰذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بوجھ بھی عام آدمی پر ڈال دیا جاتا ہے۔

19- گردشِ دولت (Circulation of Wealth) پر منفی اثرات:

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت کے عمل کا بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے یعنی مردہ مال (Dead Money) کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال (Active Money) زیادہ سے زیادہ ۔مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے۔سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں معاشی شرحِ افزائش 1980 میں 6.5 فیصد تھی ۔1988 میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990 میں یہ شرح 4.6 فیصد ہوگئی اور اب عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ مزید تعاون کے نتیجے میں یہ شرح صرف 3.3 فیصد رہ گئی ہے۔[۱]

20- ملک وقوم کے لیے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی:

سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہوجاتی ہے جو اگرچہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یا جو رائج الوقت شرحِ سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔ حالیہ بجٹ (برائے سال 2002ء۔ 2003ء) میں تعلیم کے لیے بجٹ کا 1 فیصد[۲] صحت کے لیے 0.3 فیصد[۳] اور سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے 39 فیصد[۴] حصہ مختص کیا گیا ہے۔

---

(۱) 2014ء میں یہ شرح 4.24 رہی۔(بحوالہ: وفاقی بجٹ 2015-2016)

(۲) 16-2015 میں تعلیمی بجٹ کی شرح کل جاری اخراجات کی 21.7 فیصد مختص کی گئی۔

(۳) شعبۂ صحت کے لیے یہ شرح کل جاری اخراجات کی 0.3 فیصد مختص کی گئی۔

(۴) سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے بجٹ میں کل اخراجات کا 31.3 فیصد حصہ مختص کیا گیا۔ (بحوالہ: وفاقی بجٹ 16-2015)

21- اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات :

سودی معاشی نظام میں سودخوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ملک وقوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر، ان کی محنت و مشقت کے ثمرات کو غصب کر کے اور انھیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔یوں ایک عظیم اکثریت کی بدحالی کچھ لوگوں کی خوش حالی کا ذریعہ بنتی ہے۔بقول اقبال :

ظاہر میں تجارت ہے ' حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

22- معاشرتی عدم استحکام:

سود کی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔بقول مولانا مناظر احسن گیلانی: ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیمِ دولت (*Unequal Distribution of Wealth*) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (*Class Distribution*) پیدا ہوتی ہے جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی ہے۔ سود خور سرمایہ داروں اور عامۃ الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چوریاں' ڈاکے ' اغوا' قتل وغارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔چناں چہ گزشتہ مہینوں میں ارجنٹائن میں بدامنی اور انتشار کی کیفیت اور امریکا، آسٹریلیا اور یورپ میں عالمی مالیاتی اداروں کے خلاف زبردست اور پرتشدد مظاہرے اسی بدامنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

23- کمیونزم کی مصیبت:

سودی استحصال کے خلاف جب محروم طبقات آواز اٹھاتے ہیں تو سود خور انتہائی مسکین صورت اختیار کر لیتے ہیں اور منافع کو جو کہ سود کے استحصال کا ظاہری مظہر ہے، تمام معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجۃً سرمایہ داری کے خلاف ردّعمل سود کے خلاف مؤثر اقدام کی بجائے کمیونزم کی راہ اختیار کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کی ذاتی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے۔ تمام چیزیں بشمول زمین، مکان، دکان، کارخانے وغیرہ قومیانے (Nationalize) کر لیے جاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ بینکوں میں پڑی سود خوروں کی رقم نہ تو قومیائی جاتی ہے اور نہ اس پر سود کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کر لیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہو سکیں گی۔ گویا قصور سرمایہ دار کرتا ہے اور سزا سب انسانوں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری' سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کر کے جبری مساوات کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

24- بین الاقوامی کشیدگی میں اضافہ:

ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کرنسی کی قدر میں کمی (Devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقابلے میں کم کر کے برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔ مگر چوں کہ دیگر ممالک بھی اس عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ اس کے نتیجے میں بسا اوقات مختلف ممالک کے درمیان کشیدگی (Tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی سی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

25- عبرت ناک بے بسی:

سرمایہ دارانہ سودی نظام سے متأثر ماہرینِ معاشیات موجودہ معاشی تباہ کاریوں کا علاج اور حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمہ سود ختم کیے بغیر ممکن نہیں۔ مگر

چوں کہ سود کو دور کرنا انہیں منظور نہیں، اسی لیے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ان کے تجویز کردہ بے روزگاری کے تمام علاج گرانی بڑھانے والے اور گرانی کے تمام علاج بے روزگاری بڑھانے والے ہیں۔لہٰذا عصرِ حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرینِ معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرت ناک بھی۔

26- سب سے بڑا خسارہ:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دو دھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر عیش تو کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔پھر حدیثِ نبوی کے مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے:

''لَایَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ نَبَتَ لَحْمُهٗ مِنْ سُحْتٍ اَلنَّارُ أَوْلٰی بِهٖ''

(مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)۔

''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا جسم حرام کمائی سے پلا ہو، وہ جہنم میں جانے کا حقدار ہے''۔

دوسری طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بے گانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیثِ نبوی اِنَّ الْفَقْرَ یَکَادُ یَکُوْنُ کُفْرًا (**شعب الایمان، باب الحث علیٰ ترک الغل والحسد**) (بے شک قریب ہے کہ فقر، کفر تک پہنچ جائے) کے مصداق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

اعتراضات و جوابات

پہلا اعتراض:

سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لیے ہے نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔

جواب:

سورۃ البقرہ آیت: 278 میں حکم ہے کہ ''وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا '' (چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے)۔ اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربوا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے بلکہ ہر قسم کے ربوا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت: 280 میں فرمایا گیا کہ قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو۔ اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگ دست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو، درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا صنعت کار کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا مال کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لیے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو۔ فقراء اور مساکین کے لیے تو زیادہ مناسب ہے کہ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔

ربوا کی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرہ میں نازل ہوئیں ان میں سے آیت: 280 میں فرمایا گیا لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ - نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ لہٰذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نوعِ انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بینک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں؟ بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ لہٰذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اور غرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ پھر کیا قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں

کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بینک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں۔ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بینک) کے نفع کی ضمانت ہواور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

بینک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔مثلاً حکومت بینکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصّہ دفاع اور غیر ترقیاتی کاموں کے لیے ہوتا ہے۔اسی طرح عام شہری بھی بینکوں سے مکانات کی تعمیر، سواریوں کے حصول، گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسوم وغیرہ کے لیے قرض لیتے ہیں۔

دوسرا اعتراض:

سورۂ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چوگنا ربوا نہ لو۔گویا مناسب ربوا لینا جائز ہے۔

جواب :

سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت جنگِ احد کے بعد ۳ ہجری میں نازل ہوئی۔اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دور کے لیے تھا۔سود کی ممانعت کا حتمی حکم ۹ ہجری میں سورۃ البقرہ آیات :280 اور 275 میں نازل ہوا۔سورۂ آلِ عمران کی اس آیت میں عبوری دور کے لیے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود در سود لینا چھوڑ دو۔کسی ایسے حکم کو جو عبوری دور کے لیے ہو قانون یا دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ مثلاً شراب کی حرمت کے معاملے میں کوئی سورہ نساء کی آیت :43 کو دلیل نہیں بنا سکتا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى (نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو)۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا۔سود کی ممانعت کے معاملے میں حتمی حکم سورۃ البقرہ آیت :278 میں ہے کہ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا جو کچھ سود میں سے رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔قرض دار صرف اصل زر (Principal) واپس لینے کا حقدار ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ یعنی تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ – نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

مزید برآں آیت میں ''بڑھتا چڑھتا سود نہ لو'' کے الفاظ مرکب سود کی شناعت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لیے۔ سورہ مائدہ آیت: 44 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں خواہ کتنی ہی دنیا کمالی جائے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینا حرام اور زیادہ قیمت لینا جائز ہے۔

سورہ آلِ عمران آیت: 130 کو دلیل بنا کر اگر کوئی سودِ مفرد کو جائز سمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سودِ مرکب ہی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

تیسرا اعتراض:

بینکوں کا کام ربو نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

جواب:

بینک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے، نفع کے حصول کے لیے ذہنی وجسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی بھی وقت نقصان کا اندیشہ (Risk) ہوتا ہے۔ بینک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بینک دیے گئے قرض پر لازمی اضافے کا طلب گار ہوتا ہے اور یہ ہی ربوا ہے۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصغیر سے ربوا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبوی نقل کیا ہے:

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰوا ''قرض پر لیا گیا اضافہ رِبوا ہے''

لہٰذا بینکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربوا کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بینکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔ جو لوگ جانتے بوجھتے بینک کے ربوا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورہ بقرہ آیت: 275 میں اس طرح سے آیا ہے

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (انہوں نے کہا کہ بیع بھی ربوا کی طرح ہے)۔ جواب میں اللہ نے فرمایا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔ اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو کُفَّار کہا گیا ہے۔ لہٰذا بقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھا اعتراض:

تجارتی / صنعتی قرضوں پر سود ربوا کے زمرے میں نہیں آتا۔

جواب:

قرض تجارتی ہو، صنعتی ہو یا ذاتی ضرورت کے لیے ہو اگر اس کے معاملے میں مقروض سے اضافہ وصول کیا جارہا ہے تو یہ ربوا ہے اور مقروض پر ظلم ہے۔ صرفی قرضوں کی طرح تجارتی اور صنعتی قرضوں میں بھی دو اعتبار سے ظلم کا اندیشہ ہوتا ہے:

1- جو صنعت کار یا تاجر بینک سے سودی قرض لیتے ہیں وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مال تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس سے جو مہنگائی ہوتی ہے اس کا بوجھ صارفین پر آتا ہے۔

2- صنعتی یا تجارتی قرض لینے والے کو بعض اوقات نقصان ہوجاتا ہے لیکن اسے بینک کو قرض کے ساتھ لازمی اضافہ پھر بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ ظلم ہے۔

پانچواں اعتراض:

اللہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، میں تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹاؤں گا۔

جواب:

اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اللہ نے اپنے لیے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لیے بندوں کو حکم دیتا ہے

کہ فاضل سرمایہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوعِ انسانی کے لیے رحمت کا سامان کرے گا' لہٰذا اللہ اس خرچ کو اپنے ذمے قرض قرار دے کر گویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روزِ قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا جبکہ دنیا میں جو لوگ سود لیتے ہیں وہ درحقیقت نوعِ انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

چھٹا اعتراض :

ربوا کے فیصلے کو حکومتی مشینری کے ذریعہ نافذ کرنا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔

جواب:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں سود کی حرمت کے قانون کو رائج کرتے ہوئے فرمایا یہ قانون پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح وفلاح کے لیے ہے لہٰذا اس کا اطلاق نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں پر بھی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ سود کی ممانعت کے لیے ریاستی مشینری کا استعمال سنت کے خلاف ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفہیم القرآن میں بیان فرمایا کہ سورۃ البقرہ کی آیت: 279 کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔ عرب کے جو قبیلے سود کھاتے تھے' اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عُمّال کے ذریعہ آگاہ فرما دیا کہ اگر اب وہ اس لین دین سے باز نہ آئے' تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خودمختاری دی گئی' تو معاہدے میں تصریح کر دی گئی کہ اگر تم سودی کاروبار کرو گے' تو معاہدہ فسخ ہوجائے گا اور ہمارے تمہارے درمیان حالتِ جنگ قائم ہوجائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہلِ طائف سے امن کا معاہدہ کیا تو اس میں سودی لین دین کے خاتمے کی شرط لگائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمے داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور

باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے (ابن کثیر)۔

ساتواں اعتراض :

نبی ﷺ کے زمانے اور ہمارے زمانے کے سود میں فرق ہے۔اس زمانے میں کاروباری سود نہ تھا۔

جواب :

اسلام جب کسی شے کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں۔ چناں چہ کیا شراب کی نئی اقسام ، جوئے کے نئے طریقے ، فحاشی کی جدید شکلوں اور سُوروں (Pigs) کی نئی اقسام کو صرف اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں یہ سب موجود نہ تھے۔البتہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی کاروباری مقاصد کے لیے سودی قرضوں کا لین دین ہوتا تھا۔طائف کے علاقے میں یہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے قبل حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سود پر کاروباری قرضے دیا کرتے تھے۔

آٹھواں اعتراض :

باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔

جواب :

قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر (چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لیے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔ باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلال وحرام ہونے کا معیار نہیں۔کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

نواں اعتراض :

ادائے قرض میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربو اکہلاتا ہے۔

جواب :

یہ ربوا کی خود ساختہ تعریف ہے کہ " ادائے قرض میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربوا کہلاتا ہے" قرض پر لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ ربوا ہے اور اس کا مہلت سے کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ البقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُؤُوْسُ اَمْوَالِکُمْ "یعنی اگر تم سود سے توبہ کر لو تو تمہارے لیے صرف اصل زر ہے"۔ اس سے قبل نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبوا (قرض پر لیا گیا اضافہ رِبوا ہے)۔ اس ارشادِ نبوی کی روشنی میں فقہاء نے رِبوا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْهِ الْاَجَلُ وَزِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ

(امام جصّاص رحمۃ اللہ علیہ فی احکام القرآن)

"ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا"۔

دسواں اعتراض :

ربوا کے بارے میں شرعی عدالت کا فیصلہ نا قابلِ عمل ہے اور یہ ملک میں انارکی کا باعث ہوگا۔

جواب :

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا ربوا سے متعلق فیصلہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت کے مطابق فیصلے کا نفاذ نا قابلِ عمل ہے، شریعت پر عدم اعتماد اور کلمۂ کفر ہے۔ سورۂ آلِ عمران آیت: 130 میں سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں حرمتِ سود کا حکم نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر قرآن امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "سود کو حلال سمجھنے والے مرتد اور صرف لینے والے اسلامی حکومت کے باغی ہیں" لہٰذا سود کے خاتمے سے متعلق قرآن و حدیث کے احکام کو نا قابلِ عمل کہنا نہ صرف کفر ہے بلکہ انسانوں کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ

جاری رکھنے کا اعلان ہے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ اللہ کے احکام کے نفاذ کی وجہ سے زمین اور آسمان سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ظاہر ہوں گی (المائدہ آیت: 66)۔مسلمانانِ پاکستان کی اکثریت کی بے عملی کی وجہ دین کے احکام سے بغاوت نہیں بلکہ لاعلمی اور غفلت ہے۔اگر تسلسل کے ساتھ تمام ذرائع ابلاغ سے سود کی حرمت' دنیا میں سود کی وجہ سے ظاہر ہونے والی خباثتیں اور آخرت میں اس گناہ کی بری سزا سے آگاہ کیا جاتا رہے تو لازماً لوگوں کی دینی غیرت بیدار ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کرلیں گے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ کئی طرح کے مسائل حل ہوں گے۔ مثلاً وفاقی بجٹ برائے سال 2002ء۔ 2003ء میں اندرونِ ملک سود کی ادائیگی کے لیے 191.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 25.8 فی صد ہیں [1]۔اگر سودی لین دین کو ختم کردیا جائے تو ہم کتنے بڑے قرض کے بوجھ سے آزاد ہوجائیں گے اور بجٹ کا 162 ارب کا خسارہ نہ صرف پورا ہوجائے گا بلکہ اضافی رقم بھی دستیاب ہوگی۔

گیارہواں اعتراض :

علمائے کرام متبادل کے طور پر بلاسود معیشت کا ایک نظام قائم کرکے دکھائیں۔

جواب :

غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے گزشتہ برسوں میں حکومتِ پاکستان کے زیرِ نگرانی کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کی تیار کردہ رپورٹیں حکومت کے پاس موجود ہیں۔ان کمیٹیوں میں علمائے کرام اور ماہرین معیشت دونوں شامل تھے۔لہٰذا نظری سطح پر علماء و ماہرین نے حکومت کو غیر سودی معیشت کے نظام کے لیے رہنمائی فراہم کردی ہے۔

جہاں تک غیر سودی معیشت کے نظام کے عملی نفاذ کا تعلق ہے تو یہ کام حکومت کے زیرِ نگرانی ہی قائم

(۱) اندرون ملک سود کی ادائیگی 1169 ارب روپے کی گئی جو کہ کل جاری اخراجات کا 33.5 فیصد تھی۔ (بحوالہ: وفاقی بجٹ 2016-2015)

کیا جا سکتا ہے۔اس کی حسبِ ذیل وجوہ ہیں :

۱- اگر سرکاری سرپرستی میں سودی نظام جاری رہے اور غیر سرکاری طور پر غیر سودی نظامِ معیشت چلانے کی کوشش کی جائے تو یہ تجربہ ناکام ہوجائے گا۔غیر سودی معیشت میں نفع کے ساتھ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے' لہٰذا عوام کی اکثریت کے سرمائے کا رخ سودی معیشت کی طرف ہی ہوگا اور غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والا غیر سودی نظام ناکام ہوجائے گا۔

۲- عامۃ الناس سرکاری نگرانی میں قائم نظام پر اپنے سرمائے کی حفاظت پر اعتماد کرتے ہیں غیر سرکاری مالیاتی کمپنیوں نے ماضی میں عوام کے اعتماد کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔لہٰذا اب غیر سرکاری طور پر کسی مالیاتی نظام کو چلانا تقریباً ناممکن ہے۔

۳- حکومت ہی کے اختیار میں وہ تمام وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعہ خیانت اور دھوکا دہی کی کوششوں کو روکا جا سکتا ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لا کر سزا دی جا سکتی ہے۔

۴- سود کا انسداد از روئے قرآن وسنت ہر مسلمان کا فرض ہے۔لہٰذا حکومت اس کی ذمے داری صرف علمائے کرام پر نہیں ڈال سکتی۔دستور پاکستان کی دفعہ 38 حکومتِ پاکستان کو پابند کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کی معیشت کو سود سے پاک کرے۔جب ملک میں دیگر تمام اجتماعی نظام' حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں تو اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں غیر سودی معیشت کا نظام بھی نافذ کرے۔

بارھواں اعتراض :

جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔

جواب :

یہ بات درست ہے کہ احکام شریعت پر عمل' خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو تقوٰی

کے بغیر ممکن نہیں۔اسی لیے قرآن کریم میں جب بھی احکام شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقوٰی کی تلقین کی جاتی ہے۔البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقوٰی پیدا کرنے کی اولین ذمہ داری حکومت کی ہے۔سورۂ حج آیت 41 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

''اگر ہم اُن (اہلِ ایمان) کو زمین میں حکومت عطا کردیں تو وہ نماز قائم کریں گے' زکوٰۃ ادا کریں گے' نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔''

جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے والی نئی نئی اسکیموں کی نشر و اشاعت کر رہی ہو تو افراد میں ایمان و تقوٰی کیسے پیدا ہوگا۔ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اور باغی نہیں بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لاعلمی ہے۔اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں احکام شریعت، ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خدا خوفی اور دین داری پیدا ہوگی اور معیشت سمیت ہر شعبے میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہوگی۔

تیرہواں اعتراض:

سود اصل میں افراطِ زر (Inflation) کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) میں کمی کی تلافی کا ذریعہ ہے۔

جواب:

افراطِ زر کی بنیادی وجہ بھی سود ہی ہے۔جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ سود ہی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ اور لوگوں کی قوتِ خرید میں کمی واقع ہوتی ہے۔پھر یہ سود ہی ہے جو سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کر کے اشیاء کی پیدائش (Production) پر قدغن لگاتا ہے جس سے رسد (Supply) میں کمی آتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ چناں چہ سود کے

خاتمے کے بغیر افراطِ زر کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔

بعض ماہرین کی رائے تھی کہ عمومی اضافے (General Indexation) کے ذریعے افراطِ زر کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جن ملکوں نے افراطِ زر کا علاج عمومی اضافے (General Indexation) میں سمجھا انہیں کامیابی تو نہ ملی مگر افراطِ زر میں اور اضافہ ہی ہوا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ افراطِ زر صرف قرض خواہ کو متأثر نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی متأثر کرتا ہے۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ تمام متأثرین کو تحفظ دیا جائے۔ لیکن اعتراض کرنے والے صرف سود خور سرمایہ داروں کے مفادات کا رونا روتے ہیں۔ پھر سوچنے کی بات ہے کہ کیا افراطِ زر مقروض کے کسی عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ سود لے کر اسے ہی سزا دی جائے؟

روپے کی قدر میں کمی کا سہارا لے کر جو لوگ سود خوری کا جواز فراہم کرتے ہیں کیا وہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب قیمتوں میں کمی واقع ہوجائے تو قرض دار سے کم رقم وصول کریں؟

بلاسود قرض دینا ہمارے دین میں ایک نیکی ہے اور اگر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے قرض خواہ کو نقصان ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا بھی اجر ملے گا۔ البتہ اگر قرض خواہ روپے کی قدر میں کمی کے نقصان سے بچنا چاہتا ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ قرض، روپے کی بجائے کسی جنس مثلاً سونے یا چاندی کی صورت میں دے دیا جائے۔

لائحہ عمل

عامۃ الناس کے لیے لائحہ عمل:

1- سودی معاملات میں براہِ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہِ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔بینک اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہوتو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرز استعمال کریں۔کسی کاروبار،تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لیے سودی قرض نہ لیں۔

2- اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جارہا ہے، اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سودی نظام کے خاتمے کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ:

۱- عامۃ الناس کو سود کی حُرمت ، خباثتوں سے آگاہ کریں اور اس مسئلے پر ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات دور کرنے کی کوشش کریں۔

۲- کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہو۔اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتدبہ تعداد میسر آجائے، منظم احتجاج، اور اہم شاہراہوں اور حکومتی اداروں کا پُرامن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمے پر مجبور کر دیا جائے۔سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ایک عوامی انقلابی تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔

حکومت کے لیے لائحہ عمل :

(الف) - اصولی اقدامات :

1- حکومت پاکستان سود سے متعلق سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھنے کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرے اور ملک سے سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مناسب مہلت حاصل کر لے۔

2- دستورِ پاکستان سے وہ جملہ ترامیم فوری طور پر ختم کر دی جائیں جو بلا سودی معیشت کے قیام کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔

3- ''کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی'' کو موثر اور فعال بنایا جائے، حسبِ ضرورت اس میں مزید ماہرین وعلماء کو شامل کیا جائے اور اب تک مختلف کمیٹیوں نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے جو سفارشات دی ہیں، ان کی روشنی میں عملی اقدامات کیے جائیں۔

4- ربا کی حرمت، اس کی خباثت اور اس معاملے پر اشکالات کے جوابات کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور عقلی دلائل کی روشنی میں جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر کیا جائے تاکہ لوگ سود کو چھوڑنے اور اس سلسلے میں کسی فوری منفعت کے نقصان کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہو سکیں۔

5- سرمائے یا نقد پر ربا کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک زراعت کو بھی ربا سے پاک نہ کر دیا جائے۔لہٰذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمے کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔

(ب) - فوری عملی اقدامات :

1- صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں پر سود فوری طور پر ختم کر دیا جائے اس لیے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر

منجملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

2 - نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا، ریلوے اور اس جیسے اداروں کو جو قرضے حکومت نے دیے ہیں انہیں فوری طور پر ایکویٹی میں تبدیل کر دیا جائے۔

3 - حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے کھاتوں، بانڈز، سرٹیفکیٹس اور سیکیوریٹیز وغیرہ پر سود ادا کرنا فوراً بند کیا جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر *(Principal)* ادا کرنے کے لیے مناسب لائحۂ عمل کا اعلان کیا جائے۔

4 - سرکاری ملازمین کو مکان، کار یا موٹر سائیکل خریدنے کے لیے دیے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور پراویڈینٹ فنڈ *(GPF)* پر سود دینے کو فوراً ساقط کر دیا جائے۔

5 - بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لیے *Debt / Equity Swap* کا طریقہ کار اختیار کیا جا سکتا ہے (اس طریقے میں غیر ملکی حکومتوں / اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں جس کے لیے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زرمبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لیے *Latin American* ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔

6 - تجارتی بینکوں کے لیے اجازت ہو کہ وہ *Real Investment* اور *Trading* وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

7 - اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور اور حصص *(Shares)* کی صرف حقیقی خرید و فروخت *(Real Trading)* کی اجازت دی جائے۔

8 - بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

ضمیمہ

تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد

حافظ عاطف وحید

☆ انسدادِ سود کی کوششوں کا دورِ ثانی 2012ء سے شروع ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ میں انسدادِ سود کا معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان سے ریمانڈ شدہ 2002ء سے معرضِ التواء میں پڑا ہے لہٰذا کوشش کی جائے کہ اسے سماعت کے لیے ''Fix'' کروایا جائے۔ چناں چہ 4/اگست 2012ء کو ایک درخواست بعنوان "Application to Fix for Hearing" خالد محمود عباسی بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ سپریم کورٹ کے وکیل کوکب اقبال صاحب' فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل کی گئی جس میں انسدادِ سود کی سابقہ کوششوں اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے 1999ء اور 2002ء کو بنیاد بناتے ہوئے یہ استدعا کی گئی کہ:

"It is therefore, respectfully prayed that the above case (PLD 2002, SC 800) may kindly be ordered to be fixed for hearing at a very early date convenient to this Honourable Court."

''چناں چہ استدعا کی جاتی ہے کہ عدالتِ عالیہ کی سہولت کے مطابق مذکورہ بالا کیس کی سماعت کے لیے جلد از جلد تاریخ مقرر کی جائے۔''

☆ اس درخواست کے جواب میں 17/اگست 2012ء کو فیڈرل شریعت کورٹ کی

☆ ڈائریکٹر شعبۂ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور۔

جانب سے یہ جواب وصول ہوا کہ چوں کہ درخواست گزار متذکرہ بالا کیس میں ایک ''پارٹی''
نہیں ہے اور چوں کہ یہ درخواست فیڈرل شریعت کورٹ کے 1981ء Procedure کے
مطابق نہیں' اس لیے یہ درخواست رد کی جاتی ہے۔

☆ اس جواب کے موصول ہونے پر 28 جولائی 2013ء کو تنظیم اسلامی کے ایک اہم
ذمہ دار خالد محمود عباسی کی جانب ہی سے ایک دوسری درخواست بعنوان "Petition
under article 203-D of the Constitution of Pakistan
1973" دائر کی گئی جو کہ ایک آئینی درخواست تھی جو فیڈرل شریعت کورٹ میں آئین کے
سیکشن 34-CPC/ Interest being against the injunction of
Islam کے تحت تھی۔ اس درخواست میں پاکستان کے آئینی تشخص اور ریاست پاکستان کی
آئینی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ استدعا کی گئی تھی:

In this spirit that this petition is being filed and the petitioner believes that Allah and Prophet Muhammad (S.A.W) will be pleased with all those who will strive to achieve this noble case and will be displeased with Those who will show reluctance in the matter.

It is therefore, respectfully prayed that a declaration may be made to the effect that interest (Ribah) in all its forms is Haram/ prohibited in Islam and the Government of Pakistan may be directed to take prompt measures for the eradication of the evil of (Ribah) interest from the Islamic Republic of Pakistan.

''درخواست گزار یہ درخواست اس یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ ہر اس شخص سے راضی ہوں گے جو اس عظیم مقصد کی خاطر جد و جہد کرے گا، اور اس معاملے میں تردد کا مظاہرہ کرنے والوں سے ناراض ہوں گے۔ چناں چہ یہ استدعا کی جاتی ہے کہ یہ اعلان کیا جائے کہ سود (ربوٰا) اپنی تمام صورتوں سمیت اسلام میں حرام / ناجائز ہے، اور حکومت پاکستان کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے سود کی اس نحوست کے خاتمے کے لیے بروقت اقدامات کرے۔''

☆ اس petition کے دائر کیے جانے کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 26 ستمبر 2013ء کو اپنے مراسلے میں یہ petition برائے سماعت قبول کر لی اور 22 اکتوبر 2013ء کی تاریخ برائے ابتدائی سماعت دے دی اور اس جیسی دوسری متعدد درخواستوں کو یکجا کرتے ہوئے مشترکہ طور پر تمام کیس سننے کا عندیہ ظاہر کیا۔

☆ 22 اکتوبر 2013ء سے تادم تحریر چند رسمی کارروائیوں کے علاوہ اس کیس میں کوئی قابل ذکر نوعیت کی پیش رفت نظر نہیں آتی۔ پہلی اور ابتدائی سماعت میں محض اس کیس اور اس کے ساتھ lumped دیگر 117 کیسز کو acknowledge کیا گیا اور کہا گیا کہ دوسری سماعت پر دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور petitioner کو اپنی بات کہنے کا موقع ہوگا۔

دوسری پیشی پر ڈپٹی اٹارنی اور اٹارنی جنرل کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر ایک نئی تاریخ دینے کی نوید سنائی گئی۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ ایک سوال نامہ تمام petitioners اور ماہرین قانون' علماء اور فنانشل ایکسپرٹس کو ارسال کیا جائے گا جس کی روشنی میں ڈیمانڈ کردہ اس کیس پر بحث کی جائے گی۔ چناں چہ 14 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے بذریعہ مراسلہ و اخباری اطلاع بھیجا گیا اور کہا گیا کہ اس کا جواب تیار کر کے فیڈرل شریعت کورٹ کے رجسٹرار کو حسبِ استطاعت و توفیق ارسال کیا جائے۔

☆ تنظیم کی طرف سے ان 14 سوالات کے جوابات مفصل طور پر تیار کر کے وکلاء کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل دفتر کروا دیے گئے اور کورٹ سے استدعا کی گئی کہ

معاملے کی اہمیت ونزاکت کے پیش نظر اس کیس کو تیزی سے نمٹایا جائے۔

☆ کورٹ کو assist کرنے کے لیے ہماری جانب سے تین مزید وکلائے سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کی گئیں، جن میں رائے بشیر احمد، غلام فرید سنوترہ اور اسد منظور بٹ شامل ہیں۔ ہمارے علاوہ بعض دوسرے افراد اور آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی جوابات داخل کیے گئے، جن میں متحدہ ملی مجلس، جماعت اسلامی اور شیخ ابراہیم ودیلو اور دوسرے شامل ہیں۔

☆ 2014ء کے آغاز تک یہ تمام کارروائی مکمل ہوگئی تھی اور اب اس بات کا انتظار تھا کہ یہ معاملہ کورٹ میں ایک نئی قوت کے ساتھ زیر بحث آئے گا اور ہم سود کی اس لعنت سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ لیکن تادمِ تحریر فیڈرل شریعت کورٹ میں اس معاملے پر باقاعدہ بحث کا آغاز نہیں ہوسکا اور معاملہ ایک مرتبہ پھر نامعلوم مدت تک کے لیے التواء کا شکار ہے۔

☆ اس دوران راقم نے مختلف وکلاء اور ماہرین سے رابطہ جاری رکھا اور اس بات کے امکانات کا جائزہ لیا کہ کیا اس کیس کو ازسرنو سپریم کورٹ آف پاکستان میں کھلوایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ راقم کا تاثر یہ تھا کہ چوں کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کا 1999ء والا فیصلہ ایک حجت کی حیثیت رکھتا ہے جسے بعد میں 2002ء میں PCO پر حلف اٹھائی ہوئی کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا تھا، لہٰذا اگر موجودہ سپریم کورٹ سے یہ استدعا کی جائے کہ 1999ء والا فیصلہ بعض ریاستی اور غیر ریاستی اداروں کے دباؤ پر معطل کیا گیا تھا اس لیے اسے کالعدم قرار دیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ یہ مراحل آسانی سے سَر ہو جائیں گے۔

☆ اس خواہش اور امید کے پیش نظر راقم نے متعدد ماہرین سے رابطہ کیا اور سپریم کورٹ میں اس کیس کی نمائندگی کے لیے مختلف وکلاء سے رابطہ کیا۔ کافی سوچ بچار اور مشاورت کے بعد راجہ محمد ارشاد صاحب جو کہ انجمن خدام القرآن سندھ سے طویل عرصہ وابستہ رہے ہیں اور بانیٔ تنظیم کے فکر سے کافی حد تک آگاہ اور متفق ہیں اور عدالتی طور طریقوں سے بخوبی واقف ہیں، انہیں اس کام کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

راجہ صاحب نے اپنے ساتھ سپریم کورٹ کے دو اور وکلاء جناب سردار محمد غازی اور شمشاد اللہ چیمہ کو ٹیم میں شامل کیا۔ راقم نے ان حضرات کے ساتھ اسلام آباد میں متعدد ملاقاتیں کیں اور انہیں اس کیس کی تاریخ اور معاملے کے مالہٗ اور ماعلیہ سے آگاہ کیا۔

وکلاء کے اس گروپ نے تمام کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے قائم کی کہ 1999ء کا فیصلہ بحال کرانا بوجوہ آسان نہ ہوگا بلکہ اس کے بجائے اس معاملے کو آئین کی دفعہ 38-F کے تحت اٹھانا یا پیش کرنا زیادہ موزوں رہے گا۔ چناں چہ انہوں نے 30 مارچ 2015ء کو یہ کیس انہی بنیادوں پر تیار کیا اور اسے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی طرف سے ایک Constitution Petition بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بعنوان Petition under article 184(3) of the Constitution of Pakistan تیار کیا اور سپریم کورٹ میں داخل کروادیا۔ اس Constitution Petition میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ:

In view of the above, it is therefore, respectfully prayed that this Hon'ble Court may graciously be pleased to issue direction to the respondents to implement Article 38-F of the constitution to eliminate "Riba" as early as possible to save this country from the wrath of Almighty Allah."

''مذکورہ بالا وجوہ کی روشنی میں عدالت عظمیٰ سے استدعا کی جاتی ہے کہ حکومت کو یہ حکم نامہ جاری کرے کہ اس ملک کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانے کے لیے آئین کی دفعہ 38-F کو نافذ کرتے ہوئے ربٰوا کا خاتمہ کرے''۔

☆ مورخہ 9 مئی 2015ء رجسٹرار آفس سے یہ جواب موصول ہوا کہ متعدد وجوہ کی بنا پر یہ درخواست مسترد کر دی گئی ہے' لہٰذا یہ قابل سماعت نہیں۔

☆ چوں کہ بیان کردہ وجوہات نامعقول اور غیر آئینی تھیں لہٰذا 23 مئی 2015ء کو ایک Civil Miscellaneous اپیل داخل کی گئی جس میں یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ رجسٹرار آفس اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کسی ایسی آئینی پٹیشن کو رد کر سکے جس میں بنیادی حقوق کا معاملہ پیش نظر ہو۔ لہٰذا یہ درخواست کی گئی کہ رجسٹرار آفس کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات مسترد کرتے ہوئے ہماری پٹیشن کو کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے رجسٹرار نے معاملے کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے پاس پیش کیا جنھوں نے کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے دی کہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو ایک سے زائد جج صاحبان کا سماعت کرنا مناسب ہوگا۔ چناں چہ 5 اکتوبر 2015ء کو ایک دوسرے جج جسٹس عظمت سعید کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے ساتھ شامل کر کے اس کیس کی سماعت کی گئی اور ایک مختصر سی کارروائی کے بعد ان دونوں ججوں نے اس بنیاد پر کہ معاملہ پہلے سے فیڈرل شریعت کورٹ میں subjudice ہے اس لیے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

اس فیصلے سے قطع نظر، جج صاحب کے جو ریمارکس اور بیانات اخبارات میں رپورٹ ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اعلیٰ عدالتوں میں ایسے ''نامور'' ججوں کا تعین کیا جانا بجائے خود ایک لمحہ فکریہ ہے اور اس سے ان کی اہلیت پر متعدد سوالات اٹھتے ہیں۔

***